امرین ریاض

عید میرے ساجن سنگ

"کیا بات ہے ماما، آپ ایسے پریشان کیوں بیٹھی ہیں۔" وہ آفس سے آیا تو حرا بیگم کو پریشان سالاؤنج میں بیٹھا دیکھ کر بیگ ٹیبل پر رکھتا ان کے قریب آ گیا۔ جو کہ اس کی بات پر گہرا سانس بھر کر بولیں۔

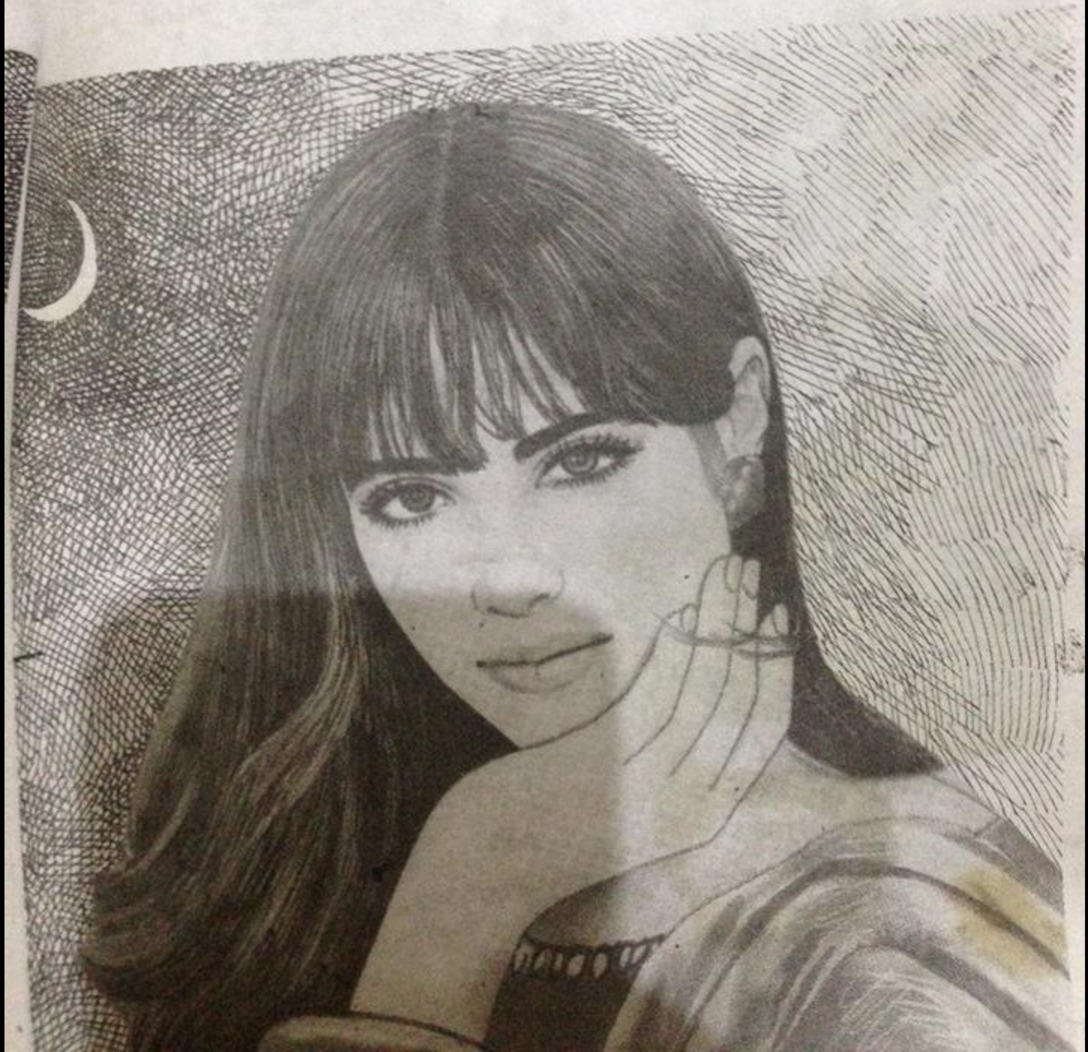

"تم جانتے تو ہو شارق! جب تک تمہارے بابا پریشان رہیں گے، میں پرسکون کیسے ہو سکتی ہوں۔" وہ دل گرفتگی سے بولیں ان کی بات پر شارق اپنے لب بھینچ گیا، کیونکہ وہ اس پریشانی کو اچھی طرح جانتا تھا مگر وہ بے بس تھا، اس پریشانی کو کسی بھی طریقے سے ختم نہیں کر سکتا تھا، یہ نہیں تھا کہ اس نے کوشش نہیں کی اس پریشانی کو ختم کرنے کی یا اس کا کوئی حل نکالنے کی اس نے سب کچھ کیا تھا۔ مگر وہ چاہ کر بھی اس پریشانی کو ختم نہیں کر پایا تھا جو پندرہ سالوں سے اس کے ماں باپ کو دیمک کی طرح چاٹ رہی تھی۔

مکمل ناول

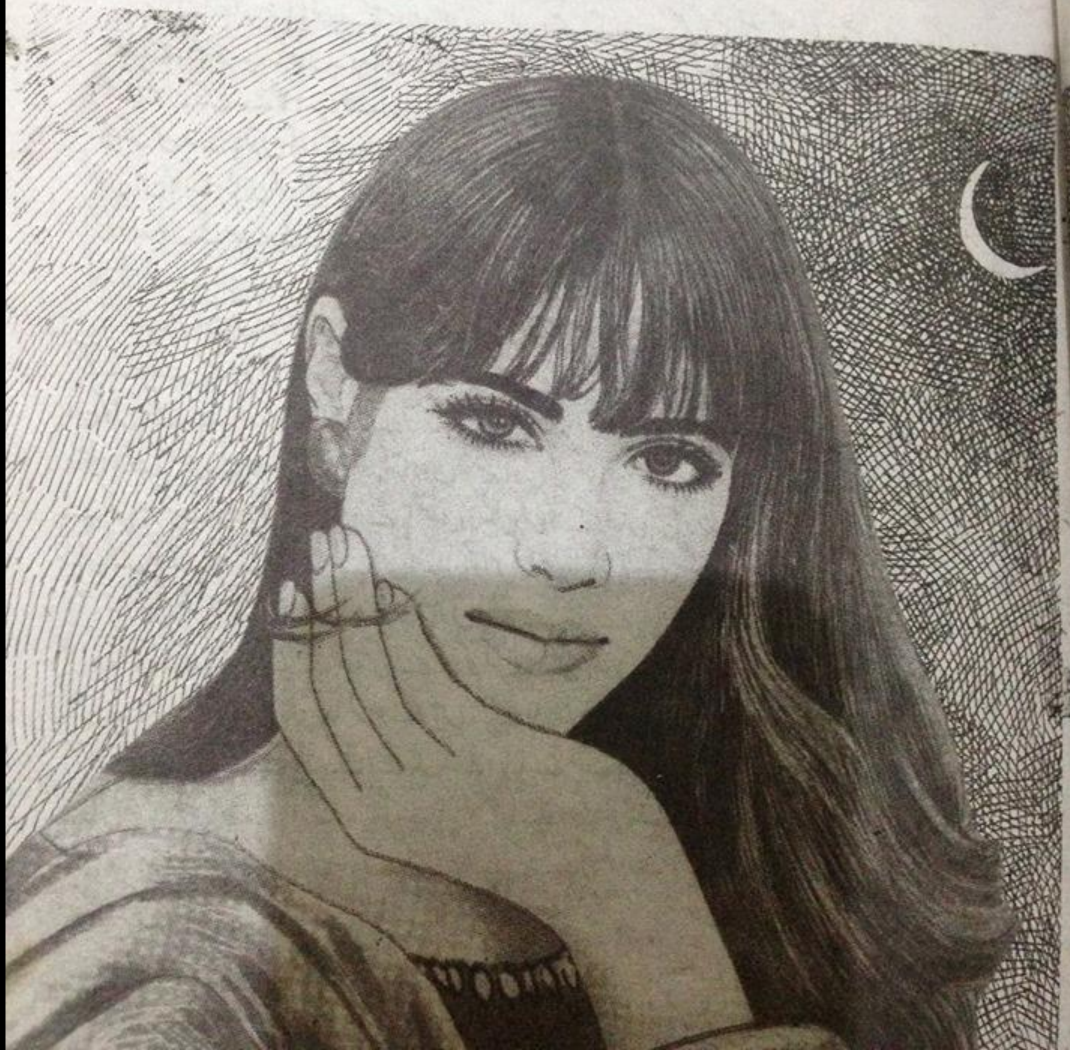

''ماما پلیز! پندرہ سال ہوگئے آپ لوگوں کو اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے۔ اس کی منتیں کرتے ہوئے مگر اس کی نہ ہاں میں نہیں بدلی ہے۔ اسے تو اپنی انا آج بھی عزیز ہے، اسی لیے تو اس کے نزدیک یہ رشتے، پاپا کے آنسو، آپ کی معافیاں اور میری درخواستیں کچھ بھی اہم نہیں ہے۔ تو پھر آپ لوگ اسے اس کے حال پر چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔ جب اسے آپ لوگوں کا احساس نہیں تو آپ لوگ بھی بے حس بن جائیں۔ اس طرح اس بے حس انسان کے پیچھے خود کو ہلکان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔'' شارق جو پندرہ سالوں سے سب دیکھ رہا تھا اسے اس کی بے حسی کا اچھی طرح اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ کبھی بھی ان لوگوں کو معاف نہیں کرے گا۔ چاہے سب اس کی دہلیز پر ناک ہی کیوں نہ رگڑیں اس لیے شارق طور چاہتا تھا کہ اس کے والدین بھی اس کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دیں۔

''شارق! تم اپنے پاپا کو جانتے ہو ان پندرہ سالوں میں ایک رات بھی ایسی نہیں گزری، جس میں وہ اس سے ملنے کے لیے تڑپے نہ ہوں۔ وہ ان سے لاکھ خفا سہی ان کی شکل تک دیکھنے کا روادار نہیں مگر تمہارے پاپا کو تب تک سکون نہیں ملے گا جب تک وہ ان کو معاف نہیں کرے گا اور تب تک مجھے بھی سکون نہیں ملے گا، شارق کیونکہ ان سب باتوں کی اصل وجہ تو میں ہوں ناں۔ میری وجہ سے تمہارے پاپا اس قدر اذیت میں ہیں کہ ان کا خون ان کا سگا بیٹا ان کو دیکھ کر نفرت سے منہ پھیر لیتا ہے۔ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے باپ بیٹے کے درمیان اتنی دوریوں کی وجہ میری ذات تو ہی ہے۔'' حرا بیگم کی آنکھوں میں نمی کے ساتھ لہجے میں بھی نمی گھل گئی تھی۔

شارق طور نے ان کے ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگائے۔

''آپ ایسا کیوں سوچتی ہیں ماما! اس میں آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے اگر غلطی ہے تو وہ پاپا کی ہے ان کو یہ سب کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔ سب کو اعتماد میں لینا چاہیے تھا، ظلم تو پاپا نے کیا تھا ماما مگر اب اس ظلم کی سزا ان کو مل چکی ہے۔ پندرہ سال تھوڑے تو نہیں ہوتے ماما سزا بھگتنے کے لیے۔ اس کے در سے جب بھی میں ان کو خالی ہاتھ آنسو لیے واپس آتے دیکھتا ہوں تو میرا دل کئی ٹکڑوں میں بٹ جاتا ہے وہ کیسا بیٹا ہے ماما جو اپنے باپ کو باہر گیٹ سے ہی نوکروں کے ہاتھوں ذلیل کروا کے واپس بھیج دیتا ہے۔ ان کے جڑے ہاتھوں کا بھی خیال نہیں تو آپ لوگ بھی اس بے حس انسان کو اس کے حال پر چھوڑ کر سکون سے رہیں ماما۔''

''کیا کوئی طریقہ نہیں اسے منانے کا شارق! مجھ سے تمہارے پاپا کی پریشان حالت نہیں دیکھی جاتی۔ آج بھی وہ اس کے پاس گئے تھے مگر اس نے خود کو کمرے میں بند کیے رکھا۔ تب سے تمہارے پاپا پریشان ہیں۔ آفس سے آتے ہی میڈیسن کھا کر سو گئے ہیں۔ پہلے ہی اس کی وجہ سے ان کو ایک ہارٹ اٹیک ہو چکا ہے۔''

''اسے منانے کے جتنے طریقے تھے میں نے، پاپا نے سب آزما لیے ہیں اب یہی طریقہ ہے کہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور یہ سب آپ پاپا کو سمجھائیے ورنہ اس کے پیچھے بھاگنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔'' شارق کہتا ہوا اٹھا تھا اور ٹیبل سے بیگ پکڑے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا حرا بیگم ایک کرب میں مبتلا ہوتیں وہی بیٹھی رہ گئیں۔

☆☆☆

وہ صوفے سے پشت لگائے آنکھیں موندیں ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیٹھا سگریٹ کا دھواں فضا میں اڑاتا ایک اضطراب ایک کرب میں مبتلا تھا۔ اپنی سرخ آنکھیں سامنے دیوار پر ٹکا تا وہ کسی گہری سوچ میں ڈوب چکا

اسلام علیکم

ہمارے ارد گرد بہت سے کردار ہیں جو کہ ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے۔۔ اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو لکھ رہے ہیں تو ریڈرز چوائس آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہے ہیں جہاں آپ ان کہانیوں نہ صرف اچھے سے بیان کر سکیں گے بلکہ آپ کی صلاحیتوں کا لوہا بھی منوا سکتے ہیں۔ ریڈرز چوائس کا حصہ بنئے اور اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے ہم کو اپنی تحریر (ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، مضامین، کوکنگ ریسپی) اردو میں لکھ کر ہم کو بھیجیں۔ ہم آپ کی ان تحریروں کو ایک ہفتے کے اندر اپنے ویب بلاگز (ویب سائٹس)، سوشل میڈیا گروپس، اور پیجز پر پبلش کریں گے انشاءاللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے رابطہ کریں۔

Email Address: mobimalik83@gmail.com

READERS CHOICE

Facebook ID; https://web.facebook.com/mubarra1

Instagram; https://www.instagram.com/mobi8741/?hl=en

Facebook Groups; READERS CHOICE, NOVELS FOR YOU ALL IN ONE, REQUEST NOVEL ONLY READERS CHOICE

تھا پھر جیسے پورے جسم میں ایک بے چینی سی گھل گئی تھی۔ وہ سگریٹ کا لمبا سا کش لے کر اٹھ کر ٹیرس پر آ گیا اور نظریں سامنے کالی سیاہ سڑک پر چلتی گاڑیوں پر جما دی۔ وہ اس وقت گہرے کرب میں مبتلا تھا اور یہ آج پہلی مرتبہ نہیں ہوا تھا بلکہ پندرہ سالوں سے جب بھی حیدر طور اس سے ملنے آتے تھے تو وہ اپنے ملازموں سے کہہ کر ان کے لیے اپنے گھر کے دروازے تو بند کروا دیتا تھا۔ مگر خود ہمیشہ سے دوہری اذیت میں گرفتار ہو جاتا۔ ایک بے چینی اس کے پورے وجود کا احاطہ کر لیتی تھی آج بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا اس کے ساتھ وہ اپنے آفس سے نکلتا سیدھا ریسٹورنٹ گیا تھا۔ کیونکہ میٹنگ کی وجہ سے وہ اپنا لنچ بھی گول کر گیا تھا، وہاں پر اپنے پسندیدہ کھانے کا پہلا نوالہ اس نے منہ میں ہی لیا تھا کہ اس کی نظریں سامنے ٹیبل کی طرف اٹھی تھیں اور اسے اپنا نوالہ حلق میں پھنستا محسوس ہوا تھا کیونکہ سامنے ہی حیدر طور اپنی بیگم حرا بیگم بیٹے شارق طور کے ساتھ خوشگوار ماحول میں بیٹھے کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی بیٹھی تھی، جسے وہ فوراً پہچان گیا تھا وہ تھی ہدیل عالم جس کے ساتھ آٹھ دن بعد شارق طور کی شادی تھی۔ جس کی شادی کا انویٹیشن اس کے آفس آیا تھا۔ جسے پھاڑ کر اس نے ڈسٹ بین میں پھینک دیا تھا۔

اس خوشگوار منظر کو دیکھ کر اس نے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھیں، جو چیز اسے گہرے کرب میں مبتلا کر گئی تھی۔ وہ ان سب کے چہرے پر چھلکتی خوشی اور آسودگی تھی جس کو دیکھ کر وہ انگاروں پر لوٹنے لگا تھا، پندرہ سالوں سے وہ جس آگ جس اذیت میں جل رہا تھا۔ جو آگ اسے کسی پل سکون نہ لینے دیتی تھی جس کی وجہ سے اس کے سینے میں یہ آگ لگی تھی۔ وہ کتنے آرام سے اپنے پیاروں کے ساتھ آسودہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ کتنی مکمل فیملی تھی جیسے کوئی دکھ کوئی غم نہ ہو وہ لب بھینچ کر خود کو کسی بھی بڑے ری ایکشن سے روکتے ہوئے اٹھا تھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس جگہ سے نکل گیا تھا اور گھر آنے کے بعد بھی وہ مسلسل سگریٹ پر سگریٹ پی کر اپنے اندر کی جلن کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا تھا جس پر وہ بری طرح ناکام ہوا تھا۔

”نہیں حیدر طور! میں تمہیں اتنی آسودہ زندگی جینے نہیں دوں گا۔ پندرہ سالوں سے جس آگ میں، میں جل رہا ہوں۔ اس میں تمہیں، تمہاری فیملی کو نہ جلایا تو پھر کہنا جو تکلیف میں برداشت کر رہا ہوں جو اذیت میرے پورے وجود میں سرایت کر گئی ہے۔ اگر اس اذیت سے تمہیں دوچار نہ کیا تو میرا نام بھی بارق طور نہیں۔“ وہ سپاٹ لہجے میں بولا تھا، اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار حیدر طور اور حرا بیگم کے مسکراتے چہرے آ رہے تھے جو اس کے خون کی گردش کو تیز کر رہے تھے۔

☆☆☆

”کیا کہا تم نے دوبارہ کہو میرے بیٹے بارق طور نے مجھے اندر بلایا ہے۔“ وہ خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے بے یقینی سے چوکیدار کو کہنے لگے، جس نے حیدر طور کے کانوں میں امرت ڈال دیا تھا۔ وہ ان پندرہ سالوں میں کوئی پچاس دفعہ اس دروازے تک آئے تھے۔ مگر ان کو بری طرح دھتکار دیا جاتا تھا دروازے سے ہی وہ پلٹ کر چلے جاتے تھے مگر آج تو جیسے ان کو نوید مل گئی تھی اس لیے وہ بار بار یہ بات دہرا رہے تھے۔

”جی صاحب! آپ کو صاحب نے اندر بلایا ہے۔“ چوکیدار کے کہنے پر وہ خود میں ایک نئی زندگی محسوس کرتے ہوئے اندر کی جانب بڑھے تھے اپنے بیٹے کی خود کی کمائی سے بنے اس ”ذویا پیلس“ کو سراہتی نظروں سے دیکھتے اندر آئے، جہاں وہ اپنی بھرپور مردانہ وجاہت لیے لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔ حیدر طور محبت کا جہاں

لیے اس کی طرف بڑھے تھے۔ مگر ان کو رکنا پڑا تھا اور رکنے کی وجہ اس کا سپاٹ انداز اور اس کا وہ ہاتھ تھا جو اس نے اس فاصلے کو قائم رہنے کا عندیہ دیا تھا وہ حیرت زدہ سے اسے دیکھنے لگے جو کہہ رہا تھا۔

''میرے اندر بلا لینے سے یہ مت اندازہ لگانا کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے مسٹر حیدر طور! کیونکہ جو تم نے کیا ہے وہ اس قابل ہے ہی نہیں کہ اسے معاف کیا جائے یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو۔''

''پندرہ سال کم تو نہیں ہوتے بیٹا۔''

''پہلی بات تو یہ کہ میں تمہارا بیٹا نہیں ہوں حیدر طور! تمہارا صرف ایک بیٹا ہے وہ ہے شارق طور اور دوسری بات پندرہ سال پہلے جو تم نے کیا اس کے لیے تو پوری زندگی کم ہے۔ تم نے میری ماں کا قتل کیا ہے اور قتل کبھی معاف نہیں کیے جاتے۔'' وہ ان کی بات کاٹ کر تختی سے بولتا حیدر طور کو سر جھکانے پر مجبور کر گیا، سچ بھی یہی تھا کہ صرف ان کی وجہ سے ہی تو ذویا بیگم کی سانسیں بند ہوئی تھیں اور اس بات پر ان کا ضمیر پندرہ سالوں سے ان کو مسلسل کچوکے لگا رہا تھا۔

''میں نے جو کیا اس پر مجھے پچھتاوا ہے۔ میں نے ذویا کو اگر دھوکے میں رکھا تھا تو میرا مقصد غلط نہ تھا میں نے تو اسے ڈس ہارٹ ہونے سے بچانے کے لیے اسے اس بات سے لاعلم رکھا تھا۔''

''ڈس ہارٹ۔'' وہ طنزاً مسکرایا۔

''ڈس ہارٹ ہونے سے بچانے کے لیے جان ہی لے لی۔ واہ مسٹر حیدر، اینی ویز میں نے تمہیں ان باتوں کے لیے نہیں بلایا۔ مجھے تم سے دوٹوک بات کرنی ہے اس کے بعد آپ کبھی نہ میرے راستے میں آئیں گے بلکہ یہی سمجھیں گے آپ کا صرف ایک بیٹا شارق طور ہے۔'' سپاٹ انداز میں کہتا ان کو چونکا گیا وہ اس کے چہرے کے پتھریلے تاثرات پر حیران سے تھے۔

''کیا مطلب، تم ایسا کیوں بول رہے ہو؟''

''بات صاف ہے مسٹر طور! میری دو شرطیں ہیں آپ کے لیے، آپ کو اپنی ماما کا قتل معاف کرنے کے لیے اگر ان میں سے ایک بھی مان لیں تو ٹھیک ہے۔ ورنہ میرے اور آپ کے راستے ہمیشہ کے لیے الگ، میں آپ کے لیے مر گیا اور آپ میرے لیے۔'' بارق طور سفاک لہجے میں بولتا ان کو گہرے پاتال میں دھکیل گیا۔

''کیا شرطیں ہیں؟'' اب کی بار ان کا لہجہ کچھ پست تھا کیونکہ وہ اس کی ضد اور انا کو اچھی طرح جانتے تھے کہ اس نے کوئی آسان شرائط نہیں سوچیں تھیں۔

''پہلی یہ کہ آپ کو اپنی محبوبہ، دوسری بیوی کو طلاق دینی ہوگی۔'' اس کے منہ سے نکلتے الفاظ حیدر طور کو ساکت کر گئے تھے وہ اس کی سنگدلانہ شرط پر بھونچکے رہ گئے تھے۔

''کیا؟'' ان کی سماعتوں کو شاید اس کے الفاظ پر یقین نہ آیا تھا۔

''میں اس عورت کے ہوتے آپ کو کیسے معاف کر سکتا ہوں مسٹر حیدر طور! جس کی وجہ سے میری ماں قبر میں ہے۔''

''تم اتنے ظالم کیسے بن سکتے ہو بارق!'' شاید ان کو اس کے اتنے بڑے اقدام کا یقین نہیں تھا کہ وہ اس حد تک بھی جا سکتا ہے۔ بارق طور ان کی بات پر مسکرایا۔

''تمہارا بیٹا ہوں حیدر طور! ظالم تو ہوں گا۔''

''دوسری کیا شرط ہے تمہاری؟''

''سنا ہے تمہارے لاڈلے بیٹے شارق طور کی شادی ہے سات دن بعد۔'' جیبوں میں ہاتھ پھنسا کر اس نے رخ ان کی طرف کیا جو اس کی بات پر نہ جانے کب سے دیکھ رہے تھے۔

''تو میری ماں کے بے وفا میاں صاحب مجھے تمہارے بیٹے کی ہونے والی بیوی حدیل عالم سے شادی کرنی ہے وہ بھی ٹھیک سات دن بعد۔'' اس نے جتنے آرام سے کہا تھا حیدر کو اتنے ہی زور کا کرنٹ لگا تھا۔ ان کا ہاتھ بے ساختہ اپنے سینے پر پڑا تھا۔ شاید ان کو ڈر تھا اس جان لیوا جھٹکے سے ان کا دل سینے سے نکل کر باہر نہ آ جائے وہ شارق اور حدیل کے درمیان موجود محبت سے اچھی طرح واقف تھے۔ سات دن بعد ان دونوں کی شادی تھی اور بارق حدیل سے شادی کا کہہ رہا تھا۔ وہ ایک بیٹے کو پانے کے لیے دوسرے بیٹے کو اس درد میں کیسے دھکیل سکتے تھے۔ جس درد میں مبتلا ہو کر وہ ذویا بیگم کو کھو کر پندرہ سالوں سے بارق کے لیے تڑپ رہے تھے۔ وہ شارق کو کیسے یہ اذیت دے سکتے تھے ان کا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا۔ وہ دھندلی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگے جو کہہ رہا تھا۔

''اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے حیدر طور! اگر ان میں سے ایک بھی منظور ہو تو مجھے کال کر دینا ورنہ آج کے بعد میرے گھر یا آفس تم آئے تو، میں اس بار خود کو مارنے میں دو پل نہیں لگاؤں گا کیونکہ پندرہ سالوں سے جس تڑپ اور اذیت میں، میں مبتلا ہوں ناں اس سے چھٹکارا پانے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے میرے پاس تو وہ ہے موت اور شاید میرے ایسا کرنے سے آپ کو بھی سکون مل جائے۔ اب جا سکتے ہیں آپ۔'' وہ سنگدلی کی انتہاؤں کو چھو تار کا نہیں تھا جبکہ وہ ششدرہ سے اس کی پشت کو تکتے وہی صوفے پر گرے تھے۔

☆☆☆

حیدر طور اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھا، اس لیے ان کی ماں کو جلد ہی اس کے سر پر سہرا سجانے کی خواہش جاگی تو اس کی شادی اپنی بھانجی ذویا سے کر دی۔ جس سے شادی کرنے کے دو سال بعد ان کی گود میں بارق طور آ گیا۔ انہی دنوں حیدر طور کو اپنے دوست کی بہن اور کلاس فیلو حرا سے محبت ہو گئی اور یہ محبت اتنی زور آور ثابت ہوئی کہ انہوں نے سب سے چوری اس سے نکاح کر لیا اور اسے اسلام آباد گھر لے کر دے دیا۔ جب حیدر طور کے باپ کا انتقال ہوا تب بارق پانچ سال کا اور شارق تین سال کا تھا۔ تب حیدر طور نے سب کو سچائی سے آگاہ کرنا چاہا کہ ان کی اماں بیمار پڑنے لگیں تو وہ خود کو روک گئے کہ کہیں یہ دھچکا ان کی جان نہ لے اس طرح وقت گزرتا رہا جب بارق چودہ سال کا اور شارق بارہ سال کا ہوا تو حیدر طور کی والدہ وفات پا گئیں۔ ان کے گزرنے کے دس دن بعد ہی حیدر طور حرا بیگم اور شارق کو ساتھ لیے ''طور پیلس'' آئے تھے۔ ذویا بیگم یہ صدمہ برداشت نہ کر سکیں اور ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے زندہ نہ بچ سکیں۔ ان کی موت کا بارق نے اتنا اثر لیا کہ حیدر طور کو بھی بری طرح دھتکار دیا تھا۔

''میری ماما کو مار کر اپنی دوسری بیوی اور بیٹے کو گھر لے آئے آپ، یہی چاہتے تھے ناں آپ۔'' وہ چودہ سال کا بچہ سب سمجھتا ہوا حیدر طور کو اپنی ماں کا قاتل سمجھتا ان سے دوری اختیار کر چکا تھا جو پندرہ سال کے بعد بھی قائم تھی۔

☆☆☆

بارق طور کی شرطیں جب انہوں نے حرا بیگم اور شارق کے سامنے رکھیں تو دونوں کتنے ہی پل ششدر سے ان کو دیکھتے رہے۔

"واٹ، یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟" شارق ہوش میں آتے ہی چلایا تھا جبکہ حرا بیگم تو ابھی تک کچھ بھی کہنے کی پوزیشن میں نہ تھیں وہ ساکت سی بیٹھیں تھیں۔

"بارق صرف اسی صورت مجھے معاف کر سکتا ہے ورنہ وہ۔"

"کیا ورنہ پاپا! یہی ناں وہ آپ سے کبھی ملے گا نہیں تو نہ ملے، پندرہ سالوں سے بھی تو آپ اس کے بغیر رہ رہے ہیں تو باقی کی زندگی بھی اس خود غرض، بے حس اور سفاک بیٹے کے بغیر گزر جائے گی وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتا ہے۔" شارق کا بس نہیں چل رہا تھا جا کر اس کا گریبان پکڑ لے جس نے سفاکیت کی انتہا کر دی تھی۔

"حیدر، آپ اس کی پہلی شرط مان لیں۔" کب سے خاموش بیٹھیں حرا بیگم جب بولیں تو دونوں چونک کر اس کی طرف پلٹے۔

"کیسی باتیں کر رہی ہو حرا! میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا، میں ذویا کو کھو کر ابھی تک پچھتاوں سے نہیں نکلا اور تم ہو کہ۔" ان کو ان کی بات ناگوار گزری تھی۔

"میں آپ کو اسی پچھتاوے سے نکالنا چاہتی ہوں حیدر! پندرہ سال ہو گئے ہیں آپ کو بے سکون دیکھتے ہوئے مجھے۔ میری وجہ سے یہ سب ہوا ناں میری وجہ سے آپ اپنے بیٹے سے دور ہوئے ہیں تو اگر میری ذرا سی قربانی سے آپ کو آپ کا بیٹا دوبارہ مل جاتا ہے تو یہ سودا اتنا مہنگا بھی نہیں۔" ان کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے جن کو دیکھ کر شارق بول اٹھا۔

"ماما پلیز! آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں۔ اس بے حس انسان کو پانے کے لیے ہم آپ کو کھو نہیں سکتے۔ ہم اتنی بڑی سزا برداشت نہیں کر سکتے۔"

"تو اور کیا کروں میں شارق! مجھ سے اب اور تمہارے پاپا کی پریشانی نہیں دیکھی جاتی۔ آخر ان سب کی وجہ میں ہوں ناں تو پھر مجھے ہی سزا ملنی چاہیے۔ کیونکہ اس کی دوسری شرط مان کر میں تمہاری خوشیوں کو داؤ پر نہیں لگا سکتی۔" وہ رونے لگیں شارق اٹھ کر ان کے قریب گیا اور ان کو اپنے ساتھ لگا لیا، جبکہ حیدر طور کرب سے گزرتے بالکل خاموش تھے۔

"ماما پلیز! آپ روئیں مت، بارق صرف ہمیں اذیت دینے کے لیے یہ سب کر رہا ہے وہ جانتا ہے پاپا آپ کو نہیں چھوڑ سکتے اور میں ھدیل کو، ویسے بھی اس نے ھدیل کو آج تک دیکھا بھی نہیں پھر وہ کیوں اس سے شادی کا خواہش مند ہے صرف مجھے اذیت دینے کے لیے اور ہم اس کے جال میں نہیں پھنسیں گے ماما۔"

"ٹھیک کہہ رہا ہے شارق، تم لوگ شادی کی تیاریوں پر توجہ دو۔ میں نہ تو تمہیں چھوڑ سکتا ہوں اور نہ میں شارق کی خوشیاں قربان کر سکتا ہوں۔ اپنے سکون کے لیے تم لوگوں کا سکون کیسے برباد کر سکتا ہوں میں۔ اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں بارق کو چھوڑ دوں گا آج سے وہ میرے لیے مر گیا اور میں اس کے لیے جہاں اتنی زندگی اس کے بغیر گزاری وہاں یہ باقی کے چند سال بھی۔" وہ نم آنکھوں سے دل میں اٹھتی ٹھیسوں کو دباتے سختی سے بولتے چلے گئے۔ جبکہ وہ دونوں ساکت وہیں بیٹھے رہ گئے جو اتنی بڑی بات کہہ کر اندر سے بالکل ٹوٹ گئے تھے۔ اپنے درد کو چھپانے کے لیے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے ورنہ اپنے ایک بازو کو

خود سے الگ کرنے کی تکلیف صرف وہی محسوس کر سکتے تھے۔

☆☆☆

"شارق! آر یو سیریس، ایسا بارق طور نے کہا ہے۔" ہدیل عالم تو شارق کے منہ سے سب سن کر کرنٹ کی طرح صوفے سے اچھلی تھی، اس کے سر اثبات میں ہلانے پر سر نفی میں ہلانے لگی۔

"اس قدر گرا ہوا انسان ہے وہ۔ مجھے تو اس سے دیکھے بنا ہی نفرت ہونے لگی ہے کتنا ظالم سفاک اور گھٹیا انسان ہے بارق طور، پھوپھو جان سے تو اس کی نفرت کی سمجھ میں آتی ہے، مجھ سے شادی کا کیوں کہا اس نے۔"

ہدیل عالم نے نہ سمجھی سے شارق کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر تفکر کی پرچھائیاں تھیں۔

"اسے ماما سے نفرت ہے اور ساتھ میرا وجود بھی اسے ناگوار گزرتا ہے۔ اس لیے تو مجھ سے ملنے کے لیے بھی آج تک اس نے حامی نہیں بھری۔ وہ جانتا ہے کہ ہماری شادی ہونے والی ہے وہ تمہارا نام لے کر مجھے اسی اذیت میں رکھنا چاہتا ہے۔ جس اذیت میں ذویا مما اس دنیا سے چلی گئیں۔ وہ صرف بدلہ لینا چاہتا ہے۔" شارق کی بات پر ہدیل نے غور کیا تو جیسے اسے بھی سب سمجھ میں آ گیا۔

"اس قدر گرے ہوئے انسان سے تو کچھ بھی ایکسپٹ کیا جا سکتا ہے۔"

"یہی بات تو میں ماما کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ٹھیک ہے پاپا ابھی بہت ٹینشن لے رہے ہیں مگر آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا مگر ماما ہیں کہ اسی بات کی ضد لگا کر بیٹھی ہیں اس لیے تو تمہیں بلایا ہے کہ تم سمجھاؤ ان کو۔" شارق کی بات پر وہ سر ہلاتی اسے ساتھ لیے ان کے کمرے میں آئی جہاں وہ کافی نڈھال اور افسردہ سی نظر آئیں۔

"پھوپھو آپ کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہیں۔" وہ ان کے قریب ٹک گئی۔

"تمہیں شارق نے سب بتا دیا ہوگا ہدیل۔"

"جی بتایا اس نے اور مجھے تب سے حیرانی ہو رہی ہے کہ آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں۔ میری تو روح ہی کانپ گئی تھی یہ سن کر کہ آپ نے انکل سے طلاق کا مطالبہ کیا ہے۔ وہ بھی اس بے حس انسان کے لیے جس کے نزدیک رشتوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ آپ اتنی بڑی قربانی دے کر کسے خوش کر رہی ہیں۔ اس انسان کو جس کی نظروں میں پھر بھی آپ سے برا کوئی نہیں۔ آپ انکل اور شارق کا بھی تو سوچیں کیوں یہ ضد لگا کر بیٹھ گئی ہیں۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو ہدیل! پر حیدر ہم سب سے اپنا دکھ چھپا رہے ہیں وہ اندر ہی اندر مر رہے ہیں اور میں ان کو مرتا نہیں دیکھ سکتی، ساری رات ایک پل کی نیند بھی نہیں لی انہوں نے کیسے دیکھوں ان کو اس کرب میں، ہارٹ پیشنٹ ہیں وہ، ڈاکٹرز کے مطابق زیادہ اسٹریس ان کی جان خطرے میں ڈال سکتی ہے اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں بارق کی پہلی شرط مان لوں گی آخر ذویا میری وجہ سے مری، بارق میری وجہ سے پندرہ سال باپ کی شفقت سے دور رہا۔ میری وجہ سے وہ ایسا بن گیا ہے تو سزا بھی تو مجھے ہی ملنی چاہیے نا۔" وہ اٹل انداز میں بولتیں دونوں کو پتھرا گئیں۔

"پھوپھو!" ہدیل ٹھٹھک کر ان کے چہرے پر چھائے پتھریلے تاثرات دیکھنے لگی جو خود کو مضبوط ثابت کر رہی تھیں۔

''ماما! اگر آپ نے ایسا سوچا بھی تو میں خود کو شوٹ کرلوں گا۔ ٹھیک ہے بارق طور کو قربانی چاہیے ناں تو آپ کیوں اپنے سہاگ کی قربانی دیں۔ میں دیتا ہوں اپنی محبت کی اپنی خوشیوں کی۔'' شارق بھڑک اٹھا تھا، اس کی بات پر ھدیل جہاں چونکی تھی وہیں حرا بیگم بھی ٹھٹھکی تھیں جو سرخ چہرہ لیے ضبط کے آخری مراحل کو چھو رہا تھا۔

''شارق طور! تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو، جس چیز کی تم قربانی دے رہے ہو وہ چیز صرف تمہاری ذات تک محدود نہیں۔ میری ذات بھی انولو ہے اس میں اور میں کسی بھی طرح اپنی قربانی نہیں دے سکتی اگر تمہیں مجھ سے شادی نہیں کرنی تو نہ کرو مگر مجھے کسی کے انتقام کا نوالہ مت بناؤ۔'' وہ سرد انداز میں کہتی کمرے سے واک آؤٹ کر گئی شارق سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامتا وہیں ٹک گیا جبکہ حرا بیگم کا دل جیسے کٹ کر رہ گیا تھا۔

☆☆☆

ھدیل عالم شارق کی بات پر اس قدر ہرٹ ہوئی کہ نہ تو اس کی کال پک کی اور نہ اس سے ملی اور نہ ہی اس کے کسی پیغام کا جواب دیا تھا۔

''نہیں شارق طور! میری ذات اتنی معمولی نہیں، جو کسی کا بدلہ پورا کرنے کے لیے وقف کردوں نہ مجھ میں اتنا حوصلہ ہے کہ اپنی زندگی ایک سفاک انا پرست انسان کے حوالے کردوں جسے رشتوں کی قدر نہیں۔'' وہ پرعزم تھی۔ مگر اگلا دن اس کے فیصلے کو گہرا دھچکا لگا گیا جب اسے حیدر طور کے ہارٹ اٹیک کی خبر ملی تھی۔

حیدر طور کو بہت شدید ہارٹ اٹیک ہوا تھا، ڈاکٹرز کے مطابق ان کے بچنے کے چانسز کم تھے اس لیے ان کے لبوں پر موجود بارق کے نام کو سن کر ڈاکٹر نے فوری بارق نامی شخص کو اندر بلایا تھا مگر کوئی ہوتا تو آتا ناں۔

''بارق کون ہے؟ مریض مسلسل اسے بلا رہے ہیں اس کا اس وقت مریض کے پاس ہونا ضروری ہے ورنہ کسی بھی خطرے کا چانس ہوسکتا۔'' ڈاکٹر کہہ کر جا چکا تھا، شارق نے جلدی سے بارق کا نمبر ملایا جو دسویں بار کال ریسیو کی گئی تھی۔

''جی فرمایئے۔'' بڑا لٹھ مار جواب تھا وہ نمبر پہچان چکا تھا۔

''بارق پاپا ہسپتال میں ہیں، بہت سیریس کنڈیشن ہے پلیز آجاؤ۔'' شارق عاجزی سے بولا تھا۔ دو پل کے لیے تو بارق کا دل جھنجھوڑ کر رہ گیا تھا وہ اپنے دل کی آواز کو صاف محسوس کرسکتا تھا۔ اسے حیدر طور کے پاس جانے پر اکسا رہا تھا۔ مگر اس نے بے دردی سے اپنے دل کی آواز کو دباتے ہوئے سپاٹ انداز میں کہا تھا۔

''کیوں، تم ہو وہاں ان کی لاڈلی بیوی، محبوبہ ہے وہاں پھر ان کو میری کیا ضرورت۔''

''یہ وقت ان باتوں کا نہیں بارق! پلیز پاپا ٹھیک نہیں ہیں تم آجاؤ۔'' شارق کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کے قدموں میں گر جائے۔

''شارق اسے کہو مجھے اس کی پہلی شرط منظور ہے آجائے۔'' حرا بیگم رونے لگی تھیں ان کے پاس کھڑی ھدیل عالم بے اختیار آگے بڑھی تھی اور شارق کے ہاتھ سے موبائل لے کر اپنے کان سے لگایا۔

''مسٹر بارق طور! میں ھدیل عالم آپ سے شادی کرنے کے لیے تیار ہوں پورے تین دن بعد، آپ کی دوسری شرط کے مطابق، آئی ہوپ اب آپ کو آنے میں کوئی پرابلم نہیں ہوگی۔'' وہ سپاٹ لہجے میں بولتی گم صم کھڑے شارق کے ہاتھ میں سیل تھمائی سب کو حیرت کے شدید جھٹکے میں چھوڑے بھاگتی ہوئی کوریڈور سے نکلی تھی۔

☆☆☆

''اوہ مائی گاڈ! یہ کیا کر دیا میں نے، پھوپھو کا گھر بچانے کے لیے میں نے اپنی زندگی کو داؤ پر لگا دیا اور شارق وہ کیسے رہے گا میرے بغیر اور میں کیسے اس کے علاوہ کسی اور کو شوہر کے روپ میں قبول کر سکتی ہوں۔'' وہ جذبات میں آ کر بہت بڑا فیصلہ کر تو آئی تھی، مگر اب ہسپتال کے لان میں مسلسل آنسو بہاتے خود کو کوس رہی تھی۔ پھر کافی سارا رونے کے بعد وہ اٹھ کر واپسی کے لیے پلٹی کے دھندلی آنکھوں کی وجہ سے وہ آنے والے وجود کو دیکھ نہ سکی اور بری طرح اس چٹان کے سینے والے سے ٹکرائی تھی جس نے جلدی سے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اسے گرنے سے بچایا تھا جو کرنٹ کی طرح اس سے الگ ہوئی تھی۔

''یہ کیا بیہودگی تھی۔'' وہ خود کو سنبھالتے ہوئے اس پر چڑھ دوڑی اور غصے سے اسے دیکھا جو بلیک پینٹ شرٹ میں ایک ہاتھ میں موبائل اور گاڑی کی چابی پکڑے اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ شاید پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس نے اس لڑکی کو کہیں دیکھ رکھا۔ جبکہ ہدیل بھی اس کی پر کشش وجاہت کو دیکھ کر سوچنے لگی کہ اس نے کہیں دیکھا تھا کہاں یہ دماغ میں نہیں آ رہا تھا۔

''محترمہ! ایک تو تمہیں گرنے سے بچایا دوسرا تم مجھے ہی گھور رہی ہو اگر اتنا ہی سینس تھا تو مجھ سے ٹکرانے کی کیا ضرورت تھی تمہیں، آنکھیں گھر رکھ کر بھول آئی ہو یا ہسپتال والوں کو ڈونیٹ کر آئی ہو۔'' بارق طور نے بھی سپاٹ انداز میں کہتے ہوئے حساب برابر کیا تھا۔ ویسے بھی اسے عورتوں کا لڑاکا انداز ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔

''کیا مطلب ہے آپ کا، آپ کو کیا لگتا ہے میں جان بوجھ کر ٹکرائی ہوں آپ سے۔'' اس کے پیروں پر لگی اور سر پر بجھی تھی۔

''مجھے لگتا تو نہیں تھا مگر جب تم اپنے منہ سے اس بات کا اعتراف کر رہی ہو تو اب یقین کر لینے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔'' وہ کندھے اچکا کر بے نیازی سے بولتا ہدیل عالم کو زہر سے کم نہ لگا تھا۔

''لگتا ہے بہت غرور ہے تمہیں خود پر اور یقیناً قصور ان لڑکیوں کا ہوگا، جو تمہاری اس سفید چمڑی پر مرتی ہیں۔ مگر ہر لڑکی ایک جیسی نہیں ہوتی اور ہدیل عالم تو ویسے بھی تم جیسے مردوں کو جوتے کی نوک پر رکھتی ہے۔'' ہدیل نے بھی اپنی طرف سے ادھار چکا دیا تھا جبکہ بارق طور نے اب کی بار کچھ غور سے اس کا جائزہ لیا تھا کیونکہ وہ اسے پہچان چکا تھا۔

''یہ تو وقت بتائے گا مس ہدیل عالم! کہ مجھ جیسے مرد کی آپ کی زندگی میں کتنی اوقات ہے اور ہوگی۔'' بارق طور سرد انداز میں بولتا آگے بڑھ گیا۔ وہ منہ ہی منہ میں اس کی پشت کو گھورتی گالیوں سے نوازنے لگی۔ جو غصہ اسے بارق طور پر تھا، وہ اس نے اس پر نکال دیا تھا یہ جانے بغیر کہ یہی بارق طور ہے ورنہ وہ گالیاں دینے کے بجائے شاید اس کا منہ ہی نوچ لیتی۔ جس نے اس قدر اسے اذیت میں مبتلا کر دیا تھا۔

☆☆☆

وہ ریسپشن سے پوچھتا حیدر طور کے روم میں داخل ہوا، جہاں اسے حیدر طور بیڈ پر لیٹے نظر آئے اور ان کے نزدیک کھڑیں حرا بیگم کو دیکھ کر اس کی آنکھیں جلنے لگی تھیں، جبکہ دوسری طرف وہ دونوں اسے روبرو پا کر حیرت سے گنگ رہ گئے تھے۔

''بارق۔'' حرا بیگم محبت سے اس کی طرف بڑھی تھیں، وہ جلدی سے دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔ اس کے عمل سے

جہاں حرا بیگم کا رنگ فق ہوا تھا وہیں اندر آتا شارق بھی مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔

"کیسے ہیں آپ پاپا؟" حیدر طور جو سب دیکھتے افسردہ سے ہو گئے تھے اس کے قریب آنے اور اس سے مخاطب پر جیسے جی اٹھے تھے۔

"میرا بیٹا آگیا ہے ناں دیکھو تو بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں میں، ادھر آؤ بیٹھو اپنے پاپا کے پاس، دل تو کر رہا کہ تمہیں خود سے لپٹا لوں پر کیا کروں ابھی اٹھ نہیں سکتا میں۔" وہ خوشی سے کھلکھلاتے لہجے میں بولتے اسے قریب کر کے اس کی پیشانی پر بوسہ دے گئے۔ بارق طور کے دل پر جیسے ٹھنڈک کی ایک پھوار سی برس گئی تھی، اسے لگا تھا پندرہ سالوں سے بھڑکتی آگ کو ان کا لمس بجھا گیا تھا، پندرہ سال بعد یہ لمس اس کی پیشانی پر پڑا تھا جو اس کی وحشت اس کی جنونیت سب مدھم کر گیا تھا۔

"حیدر! اب تو سوپ پی لیں، اب تو بارق بھی آگیا ہے۔" حرا بیگم خود کو سنبھال کر ایک دفعہ پھر اس کے قریب آئیں یہ جاننے کے باوجود بھی کہ ان کی موجودگی بارق کو کتنی گراں گزر رہی ہے وہ ان کی طرف سے منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔

"ابھی تو شروعات ہے مسز حیدر! دیکھنا آپ کو پل پل اس اذیت سے ہمکنار نہ کیا جس سے میں گزرا ہوں تو میرا نام بارق طور نہیں۔" وہ ان ماں بیٹا کو کمرے سے نکلتا دیکھ کر دل ہی دل میں زہر خند ہوا تھا۔

☆☆☆

"دیکھا ماما! آپ نے اس کا رویہ، اپنی شرط منوا کر بھی وہ ہمیں ذلیل کرے گا کیونکہ اسے صرف ہم سے بدلہ لینا ہے۔" شارق گھر آتے ہی پھٹ پڑا تھا۔

"جانتی ہوں میں پر شارق! تم یہ بھی تو دیکھو تمہارے پاپا اس کے آنے سے کتنے خوش ہیں ان کے چہرے پر پھیلی خوشی اور آسودگی کو دیکھا تم نے، آج پورے پندرہ سال بعد میں تمہارے پاپا کو اتنا خوش دیکھ رہی ہوں۔" حرا بیگم کچھ دیر قبل کا منظر یاد کرتے ہوئے مسکرا اٹھیں جب بارق حیدر طور سے گلے مل رہا تھا جبکہ شارق کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ آگئی۔

"ماما آپ بھی ناں بہت معصوم ہیں۔ وہ صرف ڈرامہ کر رہا ہے وہ ہمیں قبول نہیں کرے گا ماما تو میں کیوں اس کے لیے اپنی محبت قربان کروں جس نے ہمیں دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔"

"تو تم کیا کہنا چاہتے ہو شارق! ہم اپنی بات سے مکر جائیں جس بات پر وہ تمہارے پاپا سے ملنے کے لیے راضی ہوا۔ اس طرح کرنے سے وہ تمہارے پاپا کی دوبارہ شکل بھی نہ دیکھے گا اور حیدر وہ بالکل ٹوٹ جائیں گے۔" حرا بیگم کی بات پر شارق نے اپنی جلتی آنکھیں ان پر گاڑیں تھیں۔

"اور ماما! اس سارے معاملے میں، میں۔ میری محبت، میری خوشیاں اور ہدیل جس نے صرف آپ کے لیے اور پاپا کی زندگی کے لیے اتنا بڑا قدم اٹھایا۔ میری تو کوئی کال نہیں پک کر رہی۔ ممانی جان کہہ رہی تھیں کمرہ بند کیے ہوئے ہے یہ سب وہ صرف آپ کی ضد کی وجہ سے کر رہی ہے جو آپ نے طلاق کی رٹ لگائی ہوئی تھی۔"

"میں جانتی ہوں شارق! مجھے سب پتہ ہے، میں نے اس لیے طلاق کا کہا تھا کہ میں تمہیں کسی تکلیف میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی، مگر جب اب ہدیل مان گئی ہے چاہے مجبوری میں ہی اب تم ثابت قدم رہو، تم میرے

بیٹے ہوناں میرے دکھ کا مداوہ اب تم ہی کر سکتے ہو۔ شاید تم ہی میرے گناہ کا کفارہ ادا کر سکتے ہوتا کہ میں حیدر کے سامنے سرخرو ہوسکوں کہ میں نے ان کا بچھڑا بیٹا ان سے ملا دیا ہے۔ تم دو گے نہ اپنی ماما کا ساتھ مجھے اندازہ ہے میں تم سے بہت بڑی چیز مانگ رہی ہوں مگر تم انکار مت کرنا ورنہ تمہارے پاپا کو دکھی دیکھ کر شاید میں وقت سے پہلے ہی مرجاؤں۔"

"ماما پلیز! او کے مجھے منظور ہے۔" شارق نے ان کے لبوں پر ہاتھ رکھا، جسے پکڑ کر انہوں نے لبوں سے لگالیا اور پھر اسے اپنے سینے سے لگالیا۔

"اپنی ماما کو معاف کردینا شارق! آج میں تمہاری خوشیاں تمہارے پاپا کی خوشی پر قربان کر رہی ہوں۔" حرا بیگم کے غمگین لہجے پر وہ لال آنکھوں سے ضبط کرتا ہونٹ بھینچ گیا تھا۔

☆☆☆

حیدر طور کے کہنے پر بارق "حیدر ولا" میں شفٹ ہوگیا تھا اور شارق جو اس چیز سے ریلیکس تھا کہ ھدیل شادی کے بعد "ذویا پیلس" چلی جائے گی تاکہ وہ اپنے دل کو اور خود کو سنبھال سکے گا، مگر بارق طور نے اسے اذیت دینے کے لیے یہ چال بھی الٹی کردی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

پھر وہ ریڈ لہنگے میں سوگوار سا حسن لیے ھدیل عالم سے ھدیل بارق طور بنتی حیدر ولا میں رخصت ہو کر آ گئی تھی، بلیک ٹو پیس میں ملبوس بارق طور نے بڑی تمسخرانہ نگاہوں سے ضبط کے کٹھن مراحل سے گزرتے شارق طور کی طرف دیکھا تھا جو کہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔

"ابھی سے شارق طور! ابھی سے بھاگ گئے ابھی تو کھیل شروع ہوا ہے۔" بارق طور کے چہرے پر ایک کمینی سی مسکراہٹ تھی۔ وہ اپنے دوستوں کو الوداع کہتا اپنے کمرے کی طرف آیا، جو کہ وہی کمرہ تھا جس میں وہ آج سے پندرہ سال پہلے رہتا تھا۔ وہ کمرے کا دروازہ کھولنے ہی لگا تھا کہ شارق کی کزنز اس کے اور کمرے کے درمیان میں آ کر کھڑی ہوگئیں اس نے کچھ ناگواری سے دیکھا تھا۔

"بارق بھائی! شاید آپ کو پتہ نہیں۔ نیگ دیئے بغیر آپ اس کمرے میں نہیں جاسکتے ہیں۔" ان میں سے ایک بولی تھی۔

"ویل مجھے کمرے میں جانے کے لیے اپنی جیب ہلکی کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں کیونکہ کمرے میں کوئی اتنی خاص چیز نہیں کہ میں اپنے پیسے ضائع کروں۔" وہ ھدیل کو سنانے کے لیے تھوڑا اونچی آواز میں بولا تھا جو اس کے ذہن کے مطابق سن کر جل بھن کر رہ گئی تھی۔ بارق طور نے کاندھے پر رکھا کوٹ بازو پر ڈالا اور ٹائی کی ناٹ کھولتا ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ وہ چاروں وہیں ہکا بکا کھڑیں کی کھڑیں رہ گئیں۔

دوسری طرف ھدیل عالم جو لاکھ نفرت اور ناپسندیدگی ہونے کے باوجود لاشعوری طور پر اس کا ویٹ کر رہی تھی۔ مگر اس کی بات اور انداز پر پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔ جس نے اس کی اوقات اسے باور کروادی تھی کہ بارق طور کے نزدیک ھدیل عالم ایک بدلے کے سوا کچھ نہ تھی۔ ساری رات کمرے میں نہ آ کر اس کی عزت کو دو کوڑی کا کر گیا تھا۔ وہ بلبلا کر رہ گئی تھی سیدھے لفظوں میں وہ اس کی توہین کر گیا تھا۔

☆☆☆

اگلے دن جب اس کی آنکھ کھلی تو دن کے دس بج رہے تھے۔ وہ جلدی سے اٹھی اور وارڈروب سے اپنے

کپڑے نکال کر واش روم کی طرف لپکی کہ اندر سے نکلتے بارق طور سے بری طرح ٹکرائی تھی۔ بارق کو اس سے تو کوئی خاص فرق نہ پڑا تھا۔ مگر حدیل کا سر اس کے فولادی سینے سے ٹکرانے کے باعث وہ درد سے کراہ کر رہ گئی۔

''دیکھ کر نہیں چل سکتے تھے تم۔'' وہ جو پہلے ہی غصے سے بھری پڑی تھی اب کہ چیخ کر بولی۔

''مجھے تو نظر آ رہا تھا، مگر شاید تم حواسوں میں نہیں تھیں جو بنا دیکھے ہی چلی آ رہی تھیں۔ پر خیر قصور اس میں تمہارا بھی نہیں پہلی رات کا صدمہ ہی کچھ ایسا ملا کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کے ساتھ دیکھنے کی صلاحیت بھی شاید کھو چکی ہو تم۔'' وہ طنزاً بولتا کافی گہری چوٹ کر گیا تھا وہ جل کر ہی رہ گئی تھی۔

''مسٹر بارق طور! خود پر اتنا اترانے کی ضرورت نہیں۔ اگر میں اس وقت تمہارے کمرے میں ہوں تو صرف اپنی پھوپھو جانی کی وجہ سے کیونکہ میں تمہاری طرح بے حس اور سفاک نہیں جو رشتوں کے ساتھ سودا بازی کرتا ہے۔''

''تو مجھے کیوں سنا رہی ہو جس پر یہ احسان کیا ہے جا کر اس کا سر کھاؤ۔ مجھ پر چلانے کی ضرورت نہیں۔'' وہ بھی غصے میں آیا تھا۔

''مجھے بھی کوئی ضرورت نہیں تمہارے منہ لگنے کی۔'' حدیل نے نفرت سے منہ پھیرا۔

''ظاہر ہے منہ لگو گی بھی کیسے میں تو بارق طور ہوں۔ شارق طور تو نہیں۔'' وہ گہرا وار کرتا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو کر بال بنانے لگا جبکہ حدیل نے بمشکل خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا تھا۔ اس پر ایک قہر بھری نگاہ ڈالتی وہ واش روم میں گھس گئی تھی۔

☆☆☆

''میں نے تمہارے لیے گرما گرم پراٹھے بنائے ہیں تم وہ لو ناں بیٹا۔'' حرا بیگم نے بارق کو سلائس پر جیم لگاتے دیکھ کر پیار سے اس کے آگے پلیٹ کی۔

''پلیز مسز طور! اپنے آپ میں رہیں میں ہر ایرے غیرے سے کلام کرنا پسند نہیں کرتا۔'' اس نے بدتمیزی سے کہا، جہاں حرا بیگم کا رنگ پھیکا پڑا وہیں شارق بھی چپ نہ رہ سکا۔

''مسٹر بارق طور! کبھی کسی کی خوشی کا خیال بھی کر لینا چاہیے۔ اپنا نہ سہی ایرا غیرا سمجھ کر بھی عزت دی جا سکتی ہے۔''

''عزت بھی میں ان لوگوں کو دیتا ہوں، جو عزت کروانے کے قابل ہوتے ہیں اور جہاں تک کسی کی خوشی کا تعلق ہے تو اس طرح کی فضول خوشیاں اور بے کار امیدیں میری ذات سے وابستہ نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔'' وہ چبا چبا کر بولتا سب کو چپ کروا گیا تھا۔ شارق کا تو جیسے خون کھول اٹھا تھا مگر حرا بیگم کے اشارے پر صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔

''ارے جلدی ناشتہ کرو، رات کو ولیمہ بھی ہے۔'' حیدر طور نے ماحول میں چھائے تناؤ کو کم کرنا چاہا تھا، جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو گئے تھے۔ حرا بیگم اور حیدر طور کے ناشتے کی ٹیبل سے اٹھنے کے بعد بارق نے ناشتہ کرتے ہوئے حدیل عالم اور شارق پر نگاہ دوڑائی جو ایک دوسرے کی طرف دیکھ بھی نہیں رہے تھے۔ بارق کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھو لیا وہ اٹھتے ہوئے دونوں پر گہری چوٹ کرنا نہیں بھولا تھا۔

''حدیل! میں سونے جا رہا ہوں مجھے شام سے پہلے کوئی اٹھانے نہ آئے، بلکہ تم بھی آ جاؤ، تم بھی تھک چکی

ہوگی آخر کافی دیر تک میں نے تمہیں جگائے رکھا ہے۔'' وہ لبوں پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے معنی خیزی سے بولا شارق طور کے سرخ چہرے کی طرف دیکھنے لگا جو لب بھینچ کر اٹھا تھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کچن سے نکل گیا تھا جبکہ ھدیل عالم اس کی فضول گوئی پر وہ بھی شارق طور کے سامنے شرم اور غصے سے لال سرخ ہوگئی تھی۔

''اوہ...... لگتا ہے شارق طور کچھ اور سمجھا ہے۔ پر میرا اس طرف تو اشارہ بھی نہیں تھا۔'' اس وقت وہ ھدیل کو زہر لگا تھا جو آنکھیں پھیلا کر معصوم بننے کی کوشش کر رہا تھا ھدیل اس کی پشت کو دیکھتی حسب معمول گالیوں سے نوازنے لگی۔ جس نے اس کا خون جلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔

☆☆☆

پھر یہاں ہی نہیں بارق، حرا بیگم اور شارق کو ٹارچر کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ اس کا رویہ صرف حیدر طور کے ساتھ اچھا تھا جو اس کے وجود سے جیسے پھر سے جوان ہو گئے تھے، باقی تو وہ ھدیل اور شارق کو آمنے سامنے پا کر ایسے الفاظ بولتا تھا کہ وہ دونوں شرمندہ ایک دوسرے سے نظریں ملانے کے قابل نہ رہتے تھے۔

رمضان کا بابرکت مہینہ شروع ہو چکا تھا اور سب اس ماہ کی برکتیں اور رحمتیں حاصل کرنے میں مصروف تھے۔ ھدیل اور بارق کی شادی کی دعوتیں رمضان المبارک کی آمد کی وجہ سے رک گئی تھیں۔ اس لیے پانچویں روزے پر ھدیل کے ماما پاپا نے ان کی افطاری رکھی تھی۔ جس میں بارق کی شرکت لازمی قرار دی گئی تھی۔ ھدیل جو اسے کبھی بلانا پسند نہ کرتی تھی اب بے صبری سے اس کے کمرے میں آنے کا انتظار کر رہی تھی کہ وہ آئے تو اس سے کل افطار پر جانے کی بات کرے۔

''ماما کی کال آئی تھی انہوں نے کل افطاری کے لیے بلوایا ہے۔ اس لیے کل آفس سے سیدھا وہیں آ جانا۔'' وہ جیسے ہی کمرے میں آیا اس کے کانوں میں ھدیل کے الفاظ پڑے۔ اس نے پلٹ کر دیکھا جو صوفے پر بیٹھی ناول پڑھنے میں مصروف تھی۔ بارق اسے اور اس کی بات کو نظر انداز کرتا واش روم میں گھس گیا۔

''مغرور آدمی۔ کہا بھی تھا ماما کو اس کو رہنے دیں مگر نہ جی نہ اکلوتا داماد ہے لیکن یہ نہیں پتہ اس اکلوتے داماد کے نزدیک کوئی رشتہ خاص نہیں۔'' وہ اس کی اگنورنس پر جل کر رہ گئی تھی۔

بارق بلیک ٹراؤزر شرٹ میں واش روم سے باہر نکلا۔ گیلے بالوں کو ہاتھ سے ہی سنوار کر بیڈ کی طرف آیا۔ لائٹ آف کی اور کمبل سر تک تان لیا ھدیل جو اس پر نظریں جمائے بیٹھی تھی، بلکہ گھور رہی تھی اس کے انداز پر بل کھا کر رہ گئی اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر لائٹ آن کی۔ بارق نے ناگواری سے دیکھا جو آنکھوں ہی آنکھوں سے کچا چبا لینے کے موڈ میں تھی۔

''آئی تھنک مسٹر بارق طور! میں نے تم سے کچھ کہا تھا۔''

''آئی تھنک مس ھدیل طور! میں نے آپ کی بات **کا** جواب دینا اگر مناسب نہیں سمجھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجھے افطاری پہ نہیں جانا۔'' وہ بھی اسی کے انداز میں چبا چبا کر بولا۔

''تو تم کل نہیں آؤ گے۔''

''نہیں۔'' بلا تامل جواب ملا۔

''تم...... تم ایک نمبر کے برے آدمی ہو بارق طور! تمہیں کسی انسان کی کسی رشتے کی ذرا قدر نہیں اپنی ضد میں سب کو اپنے پیروں تلے روندنے کی کوشش میں ہو اس چیز سے بے خبر کہ تم اس بابرکت ماہ میں لوگوں کے دل دکھا رہے ہو، اتنا گھمنڈ اچھا نہیں ہوتا۔''

''براہوں۔ یہ مانتی ہوناں انسانی دل توڑتا ہوں یہ بھی پتہ لگ گیا ناں تو مجھ جیسے انسان کو وہاں بلانے کے لیے مری کیوں جا رہی ہو۔'' وہ بالکل ایزی تھا جیسے اس کی باتوں پر اسے کوئی فرق نہ پڑا تھا۔

''صرف اس وجہ سے جس وجہ سے میں اس گھر میں اس کمرے میں ہوں تو تمہیں بھی کل وہاں آنا ہوگا، تم اپنے فرائض پورے کرنے ہوں گے۔'' اب کہ ھدیل کا لہجہ سخت ہوا تھا۔ بارق نے ایک سخت نگاہ اس پر ڈالی اور دوبارہ کمبل سر تک تان کر لیٹ گیا ھدیل کو اب اور بات کرنا فضول لگا۔ اس لیے اس پر لعنت بھیجتی بیڈ کی ایک طرف آ کر لیٹ گئی مگر ضد میں لائٹ آف نہ کی جو سحری ٹائم تک جلتی رہی تھی۔

☆☆☆

''آخر کتنی بار کہوں کہ وہ نہیں آئے گا ماما! اس نے رات کو مجھے صاف جواب دیا تھا کہ وہ نہیں آئے گا۔ پتہ نہیں کیوں آپ لوگ اس بے حس انسان پر امیدیں لگا کر بیٹھ جاتے ہیں جو ہر دفعہ آپ لوگوں کو ذلیل کر جاتا ہے۔'' ھدیل، حرا بیگم اور بشریٰ بیگم کو ٹیبل سجاتے دیکھ کر بارق کے لیے اہتمام کرتے دیکھ کر چپ نہ رہ سکی۔

''ھدیل! آہستہ بولو۔ تمہارے پاپا نے سن لیا تو ایک ہاتھ جڑیں گے تمہیں وہ تمہارا شوہر ہے جن حالات میں بھی شادی ہوئی۔ اب سب نارمل ہیں تو تم بھی ہو جاؤ، مجھے تو ویسے بھی وہ بچہ بہت پسند ہے دو دفعہ ملاقات ہوئی مجھ سے اور تمہارے پاپا سے تو ادب کے ساتھ پیش آتا ہے، باقی اسے بھی ذرا غصہ ہے جو وقت کے ساتھ ختم ہو جائے گا۔'' بشریٰ بیگم کی بات پر حرا بیگم نے سر اثبات میں ہلایا جبکہ ھدیل پاؤں پٹختی کچن سے واک آؤٹ کر گئی، مگر اگلے لمحے ہی اسے ٹھٹھک کر رکنا پڑا۔ جب ہال کے دروازے سے بارق طور کو اندر آتا دیکھا تو وہ حیران رہ گئی تھی اسے قطعاً امید نہ تھی کہ رات کی منہ ماری کے بعد وہ آئے گا۔ بارق نے اسے اپنی طرف حیران نظروں سے دیکھتا پا کر ایک آنکھ دبائی تھی جس پر وہ گڑبڑائی ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ کسی نے دیکھا تو نہیں تھا۔

''یہ کیسے آ گیا۔ چلو خیر جو بھی ہے کم از کم اس کھڑوس آدمی میں کچھ تو لحاظ ہے۔'' وہ اسے عالم صاحب سے ملتے دیکھ کر بولی نہ جانے کیوں پہلی مرتبہ ھدیل کو اسے دیکھنا اچھا لگا تھا۔

☆☆☆

دوسرا عشرہ شروع ہو چکا تھا، ھدیل تو حیران ہی رہ گئی تھی کہ بارق طور نہ صرف روزوں کا پابند تھا بلکہ نماز بھی پابندی کے ساتھ پڑھتا۔ اس کی اس عادت سے نہ صرف حیدر طور بلکہ حرا بیگم اور شارق بھی کافی مرعوب ہوئے تھے۔ افطاری کے بعد بارق طور اپنے کمرے میں جانے کے بجائے بالکنی میں آ کر کھڑا ہو کر سگریٹ جلا گیا۔ ابھی اس نے سگریٹ کا پہلا کش ہی لیا کہ اس کی نظر لان میں بیٹھی ھدیل پر پڑی جو گم صم کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی بارق نے گہری نگاہوں سے دیکھا۔ جو اداس رات کا ایک حصہ لگ رہی تھی نہ جانے وہ کب تک اس پر نظریں جمائے کھڑا رہا کہ شارق طور کو اس کے پاس آ کر رکتا دیکھ کر چونکا تھا جو اس سے کچھ کہہ رہا تھا جس کے جواب میں وہ غصے سے کچھ کہتی وہاں سے چل دی تھی۔ بارق ادھ جلے سگریٹ کو زمین پر پھینک کر جوتے سے مسلتا ہوا

اپنے کمرے کی طرف بڑھا کہ سیڑھیوں کی طرف سے آتی ھدیل کو دیکھ کر وہیں تھما تھا اور رکنے کی وجہ ھدیل عالم نہیں بلکہ اس کی آنکھوں میں آئے آنسو تھے جن کو دیکھ کر بارق طور کے پورے وجود میں ایک بے چینی سی چھا گئی تھی۔ جس کو وہ کوئی نام تو نہ دے سکا مگر اس کے ساتھ ضرور الجھ گیا تھا۔

''اوہ...... تو بچھڑی محبت کا غم منایا جا رہا تھا لان میں۔''

''مجھے اس وقت تمہارے ساتھ فضول کی بحث نہیں کرنی، پیچھے ہٹو۔'' وہ اسے نظر انداز کرتی جانے لگی مگر وہ پھیل کر اس کے راستے میں کھڑا ہوتا اسے اپنی جگہ روک گیا۔

''کیوں اس وقت مجھ سے بات کیوں نہیں کرنی۔ کیا شارق طور سے بات کرنے کو دل چاہ رہا ہے تو جاؤ میں روکوں گا نہیں۔''

''اس کے پاس جانے کے لیے یا اس سے بات کرنے کے لیے مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں بارق طور۔'' وہ چبا چبا کر بولی جس پر وہ جیبوں میں ہاتھ پھنسا کر مسکرایا۔

''اوہ...... تو یہ بات ہے، مجھے لگا شاید تم مجھ سے اجازت لینے آ رہی ہو۔ ویسے اپنی پہلی محبت سے بات کرنے کے لیے تمہیں میری اجازت تو درکار ہے مسز بارق طور۔'' اس نے جیسے کچھ جتایا تھا جس پر وہ ناگواری سے منہ کا رخ پھیر گئی تھی۔

''میں نے تمہیں یہ حق دیا ہی نہیں مسٹر بارق طور کہ تم مجھ پر حکم چلاؤ۔''

''کیوں نہیں چلا سکتا بلکہ چلا رہا ہوں کہ آئندہ تم شارق طور سے بات کیا اس کی طرف دیکھو بھی نہیں یہ یاد رکھنا۔'' انگلی اٹھا کر اس نے وارن کیا تھا ھدیل کو تو گویا آگ لگ گئی تھی۔

''کیوں کیا کر لو گے تم۔ نکاح نامے پر یہ نہیں لکھا تھا میں نے کہ میں تمہاری ہر جائز ناجائز بات پر آمین کہوں گی۔ یہ مت بھولو کہ یہ شادی صرف ایک سودا ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں اس لیے تم مجھ پر یوں حق نہیں جما سکتے اور نہ مجھے یہ فرما سکتے ہو کہ میں کس سے بات کروں یا نہ کروں کیونکہ مجھے کسی بھی عمل میں تمہاری اجازت یا رضامندی کی ضرورت نہیں۔'' وہ بھی سخت رویہ اپنا گئی تھی بارق طور جو خاموشی سے سب سن رہا تھا۔ اس کی نظر سیڑھیاں چڑھتے شارق پر پڑی تو اس کے دماغ نے تیزی سے کام کیا تھا ھدیل کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتا وہ اس کے چہرے پر جھک گیا تھا ھدیل تو ھدیل شارق بھی اس حرکت پر سٹپٹا کر رہ گیا تھا وہ نظریں چراتا ان کے قریب سے گزر کر آگے بڑھ گیا تھا۔ ھدیل جو اس اچانک حملے پر دھک سی رہ گئی تھی شارق کو پاس سے گزرتے دیکھ کر اور بارق طور کے چہرے پر چھائی کمینی سی مسکراہٹ کو دیکھ کر جیسے سب سمجھ گئی تھی۔ غصے اور شرم کی زیادتی سے اس کا چہرہ لال ٹماٹر ہو گیا تھا اس حرکت پر اس کا دماغ جھنجھنا اٹھا تھا۔

''یہ کیا بدتمیزی تھی۔ شرم آنی چاہیے تمہیں اس قدر گری ہوئی حرکت کرتے ہوئے۔'' ھدیل اپنے حواسوں میں لوٹتے ہی چلائی تھی مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا بلکہ ایک مسکراہٹ تھی کہ اس کے ہونٹوں سے چپک کر رہ گئی تھی دل جلا دینے والی مسکراہٹ۔

''تم گھٹیا تو تھے مگر کمینے بھی نکلو گے یہ بھی اب پتہ چلا۔'' اس کی مسکراہٹ پر وہ تپ گئی۔

''پتہ چل گیا ناں اس لیے اب اپنی حد میں رہنا مسز! اگر مجھے ضد یا غصہ دلاؤ گی تو یہ تو ابھی کچھ بھی نہیں تھا، میں اس سے آگے بھی جا سکتا ہوں کیونکہ مجھے اپنے کسی بھی عمل میں تمہاری اجازت یا رضامندی کی کوئی

ضرورت نہیں ہے مسز۔'' اس کی بات اسے ہی لوٹاتا وارننگ دیتا اس کے پاس سے نکل گیا وہ پیچ وتاب کھا کر اپنے ہونٹوں کو مسلنے لگی جس پر ابھی بھی اس کا لمس دہک رہا تھا۔

☆☆☆

دونوں میں بات چیت بالکل بند تھی، ھدیل جو شارق سے نظریں ملانے کے قابل نہ رہی تھی صرف اس وجہ سے جس نے صرف شارق کو جلانے کے لیے یہ حرکت کی تھی اب تو وہ اس سے کلام کرنا تو دور کی بات دیکھنا پسند بھی نہیں کرتی تھی۔ حرا بیگم جو سب نوٹ کر رہی تھیں ھدیل کو سمجھانے کی کوشش کی وہ اپنا رویہ اس کے ساتھ ٹھیک کرے تاکہ بارق کا رویہ بھی ان کے ساتھ بہتر ہو۔

''دیکھو ھدیل! تم نے جیسے بھی شادی کی اس کے ساتھ پر اب وہ تمہارا شوہر ہے۔ میں دیکھ رہی ہوں وہ ایک بات کرتا ہے تمہیں تم آگے سے دس سناتی ہو اسے۔ وہ ایک دفعہ تمہیں نہیں بلاتا تو تم بھی اسے دیکھنا چھوڑ دیتی ہو۔ یہ سب غلط ہے۔ اس طرح تو اس کا غصہ اور ضد اور بڑھتی چلی جائے گی۔ تم بیوی ہو اس کی اگر تم اس کے ساتھ پیار سے رہو گی تو اس کا دل بھی موم ہونا شروع ہو جائے گا۔ وہ مجھے اور شارق کو بھی معاف کر دے گا۔ عید آنے والی ہے بیٹا میں چاہتی ہوں یہ عید خوشیاں لے کر اترے ہمارے گھر۔ ساری نفرتیں اور کدورتیں ختم ہو جائیں۔ یہ صرف تم کر سکتی ہو۔ تم ان دو ماہ میں اتنا تو جان گئی ہو گی کہ وہ صرف ضد اور بدتمیزی کر جاتا ہے کبھی کبھی ورنہ اور کوئی اخلاقی برائی نہیں اس میں۔ تمہارے ماما پاپا کی کتنی عزت کرتا ہے ان کے ساتھ ادب کے ساتھ پیش آتا ہے صرف اسے پندرہ سالوں کا غصہ ہے اور اس کا یہ غبار صرف تم ہی نکال سکتی ہو۔'' حرا بیگم پیار سے سمجھاتی خود تو اٹھ گئیں مگر اس کے لیے سوچ کے نئے وار دکھول گئیں۔

☆☆☆

''مجھے میری دوست کے گھر جانا ہے۔'' وہ عشاء کی نماز پڑھ کر گھر آیا تو ھدیل کو ڈریسنگ کے سامنے تیار ہوتا دیکھ کر حیران ہوا اور جب اس نے اپنے تیار ہونے کی وجہ بتائی تو اس کی حیرانگی اور بڑھ گئی کہ ٹائم تو ساڑھے نو کا ہو رہا تھا۔ اس وقت کسی کے گھر جانے کی کیا تک بنتی تھی۔

''پوچھ رہی ہو یا بتا رہی ہو۔'' صوفے پر بیٹھتے ہوئے استفسار کیا۔

''بتا بھی رہی ہوں اور تم سے یہ بھی کہہ رہی ہوں کہ مجھے چھوڑنے تم جا رہے ہو۔'' وہ اپنے بالوں کو ویسے ہی پشت پر کھلا چھوڑے میک اپ کا آخری ٹچ دینے لگی۔ بارق نے اس کی بات پر بلکہ حکمیہ انداز پر اسے سر سے لے کر پاؤں تک گھور کر دیکھا تھا۔ جو گرین کلر کی شارٹ فراک میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی بارق کی نظریں خود بخود ہی اس کے سراپے پر گہری ہوتی چلی گئیں۔ وہ یک ٹک اسے دیکھنے لگا جو کانوں میں بالیاں ڈال رہی تھی ھدیل خود پر اس کی پرتپش نظروں کو محسوس کر کے نروس سی ہونے لگی جو شوق کا ایک جہان آنکھوں میں لیے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''تم چل رہے ہو ناں۔'' وہ اس کی نظروں کی گرفت سے نکلنے کے لیے بول پڑی۔

''مجھ جیسے آدمی کو ساتھ لے جانے کا فائدہ۔'' وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا۔

''میں تمہاری ذمہ داری ہوں بارق! اس لیے تم میرے ساتھ چل رہے ہو۔'' وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کے قریب آ کر بولی جو نظریں اس کے وجود پر ٹکا گیا۔

"ایسے حکم چلاؤ گی تم اب مجھ پر۔"

"ہاں اور میرا یہ حق ہے۔"

"حق تو ایسے جتارہی ہو جیسے باقی کے سارے حقوق و فرائض پورے کررہی ہو۔" اس کی نظریں پھر سے اس کے خوبصورت سراپے سے الجھ پڑی تھیں۔ ھدیل اس کی بات پر خفیف سی ہوگئی تھی۔

"میں جارہی ہوں، آنا ہوگا تو آ جانا۔" وہ بیگ پکڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ بارق کچھ دیر تو وہیں بیٹھا رہا پھر گہرا سانس بھرتا اٹھا اور نیچے آیا جہاں وہ گاڑی کے پاس کھڑی اس کا انتظار ہی کررہی تھی اسے آتا دیکھ کر شکر بجالائی وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"تم بھی میرے ساتھ اندر چلو۔" وہ اس کی دوست کے گھر اسے اتار کر واپس جانے لگا کہ ھدیل نے اسے روکا تھا۔

"میں کیوں؟"

"تو اب میں کیا اکیلی اتنی رات کو واپس جاؤں گی۔"

"مجھے کال کردینا میں تمہیں پک کرلوں گا۔"

"نہیں بس تم میرے ساتھ اندر چل رہے ہو تو بس چل رہے ہو۔" وہ بضد ہوئی۔

"ان کپڑوں میں۔" اس نے اپنے رف سے حلیے کی طرف اشارہ کیا اس وقت وہ اسکن کلر کی شلوار قمیض میں ملبوس تھا بازو فولڈ کیے ہوئے تھے پیروں میں سادہ چپل اور بکھرے بالوں میں وہ بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے تم چلو۔" وہ کہنا چاہتی تھی کہ تم اس حلیے میں بھی چھائے ہوئے ہو مگر کہہ نہ سکی۔ بارق اس کے ساتھ اندر چل دیا جہاں اس کی سہیلی اور اس کی بھاوج تھیں بارق اس کی سہیلی زارا کے بھائی کے پاس ٹک گیا جبکہ ھدیل ان کے ساتھ گپ شپ کرنے لگی جب ایک گھنٹے بعد وہ اٹھے تو بارق نے اپنے والٹ سے پانچ نیلے نوٹ نکال کر وہاں موجود چھوٹی بچی کو پکڑا دیئے تھے۔ اس کے اس عمل سے ھدیل کی آنکھوں میں ستائش ابھری تھی۔

"اس طرح یوں کسی کے گھر خالی ہاتھ تو جاتے نہیں، تم کیسے آ گئیں۔" گاڑی میں بیٹھتے ہی بارق نے کہا۔ جبکہ وہ اس کی طرف دیکھنے لگی جو نہ جانے کیوں دل کو بہت اچھا لگ رہا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو کیا انہوں نے کہہ دیا اتنا برا لگ رہا ہے تمہارا شوہر۔" بارق اس کے مسلسل دیکھنے پر بولا جبکہ وہ مسکرادی کہ وہ اسے کیا بتاتی جنہوں نے اس کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کردیئے تھے۔

☆☆☆

رمضان المبارک کا تیسرا عشرہ شروع ہوچکا تھا۔ سب عید کی تیاریوں میں مشغول ہوگئے تھے۔ شارق کی ایک فارن ڈیلی گیشنز کے ساتھ میٹنگ تھی وہ آفس سے نکلتا ہوٹل کی طرف بڑھا کہ راستے میں اسے بارق نظر آیا۔ جو سڑک کراس کررہا تھا شارق نے گاڑی کی اسپیڈ آہستہ کی یہ کیا کررہا ہے یہاں؟ تبھی بارق جو سڑک کراس کررہا تھا کہ ایک تیز رفتار گاڑی سے خود کو نہ بچاسکا اور گاڑی سے ٹکرا کر سڑک پر گر پڑا تھا۔

"بارق۔" شارق حلق کے بل چلایا تھا اور پھر دیوانہ وار اس کی طرف لپکا تھا۔

"بارق، تم، تم ٹھیک تو ہوناں۔" شارق گھٹنوں کے بل بیٹھا اس کا سر اپنی گود میں رکھ گیا اور اس پر ایک نگاہ

ڈالی۔ جس کی ایک ٹانگ اور بازو سے خون نکل رہا تھا اور چہرے پر خراش آئی تھی۔

''میں۔ میں ٹھیک ہوں۔ تم جاؤ تمہاری تو دو بجے میٹنگ ہے۔'' بارق اس کا سہارا لے کر اٹھتے ہوئے

بارق کو پتہ تھا کہ پچھلے ایک ہفتے سے شارق دن رات مسلسل اس میٹنگ کے لیے تیاری کر رہا تھا اور حیدر
اس کانٹریکٹ کے ملنے کے لیے بے تاب تھے۔

''بھاڑ میں گئی میٹنگ۔ تم سے تو چلا نہیں جا رہا، چلو میرے ساتھ۔'' شارق نے اسے پچھلی سیٹ پر بٹھا
خود فرنٹ سیٹ سنبھال کر گاڑی کا رخ اپنے دوست کے کلینک کی طرف کیا جہاں فوری امداد سے دو گھنٹے بعد
اسے چھٹی مل گئی تھی۔

''ٹانگ اور بازو پر گہری چوٹ آئی ہے باقی تو صرف خراشیں ہیں میں نے پٹی وغیرہ کردی ہے ایک ہفتے
بیڈ ریسٹ کے بعد ٹھیک ہو جائے گا اور شکر کرو کہ وہ بچ گیا جیسے تم بتا رہے تھے کہ گاڑی سے ٹکرایا ہے اگر
بروقت خود کو سنبھال نہ پاتا تو خدانخواستہ کسی بڑے حادثے سے دوچار ہو سکتا تھا۔'' ڈاکٹر کے کہنے پر شارق نے
تشکر کا سانس خارج کیا اور اسے سہارا دیتا گاڑی میں آ بٹھایا۔

''تمہاری گاڑی ڈرائیور لے گیا ہے۔'' شارق نے اسے بتایا۔

''تمہاری میٹنگ تو نکل گئی۔ بہت نقصان ہو جائے گا تمہارا۔''

''اٹس اوکے بارق! رشتوں سے بڑھ کر کوئی میٹنگ کوئی کانٹریکٹ ضروری نہیں ہوتا۔ میں تو شکر کر رہا ہوں
کہ میں وہاں تھا ورنہ تم ہسپتال کیسے جاتے۔'' شارق کی بات پر وہ دو پل کے لیے تو گم صم ہو گیا تھا پھر سیٹ سے
ٹیک لگاتے آنکھیں موند گیا۔

☆☆☆

حرا بیگم کے ہاتھ سے گلاس چھوٹ کر زمین بوس ہوا تھا، جب ان کی نظر شارق کے سہارے ایک ٹانگ پر
چلتے بارق پر پڑی تھی۔

''یہ۔ کیا۔ کیسے؟'' وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کے بازو اور ٹانگ پر بندھی بینڈیج کو دیکھ رہی تھیں۔

''ماما ریلیکس، چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔'' شارق نے اسے صوفے پر بٹھایا۔

''کیا ایکسیڈنٹ؟ کیسے؟ تم ٹھیک ہو ناں بیٹا! کتنی زیادہ چوٹ آئی ہے، درد تو ہو رہا ہوگا۔ ڈاکٹر نے کیا کہا،
خون تو بہت بہہ گیا ہوگا۔ کیسے ہو گیا یہ۔'' وہ ایک سانس میں ہی بولے جا رہی تھیں اور بارق حیرت سے ان کے
پریشان چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا ان کے لہجے کی لڑکھڑاہٹ، آنکھوں کی نمی کچھ بھی تو ناٹک نہیں تھا۔

''مجھے کچھ نہیں ہوا۔ معمولی سی چوٹ ہے ٹھیک ہو جائے گی۔'' بارق نرمی سے بولا تھا۔

''پریشان کیوں نہ ہوں میں، ماں ہوں بیٹا! شارق تم بھائی کو کمرے میں لے کر جاؤ میں سوپ اور دودھ لے
کر آتی ہوں۔'' وہ اس کی پیشانی چوم کر چلی گئیں جس کے دل میں ان کے لمس سے ایک چنگاری سی پھوٹنے
لگی۔

شارق اسے سہارا دے کر کمرے میں آیا تو ھدیل جو عصر کی نماز سے فارغ ہوئی تھی اس پر نظر پڑتے ہی اس
کی حالت بھی حرا بیگم سے کم نہ تھی۔

''یہ۔ یہ کیا ہوا ہے؟''

''چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اس کا ھدیل۔'' شارق نے جواب دیا اس کی بات پر وہ منہ پر ہاتھ رکھے اسے دیکھنے لگی۔ جس کے چہرے پر تکلیف کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔ ھدیل کا دل جیسے مٹھی میں آ گیا جہاں اس کے آنسو بے اختیار ہوئے تھے وہیں وہ خود بھی بے اختیار ہو کر اس کے ساتھ آ لگی تھی۔ جہاں شارق اس کے عمل پر چونکا تھا وہیں بارق بھی ساکت ہوا تھا۔

''مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا۔ بیٹھنے تو دو مجھے۔'' بارق کے بولنے پر ھدیل شرمندہ ہوتی جلدی سے پیچھے کو ہوئی۔ شارق اسے بیڈ پر بٹھا کر کمرے سے نکل گیا جبکہ ھدیل اپنی کیفیت پر حیران رہ گئی کہ وہ اتنی پاگل ہو گئی تھی کہ شارق کی موجودگی کو بھی یکسر فراموش کر گئی تھی۔

''زیادہ درد تو نہیں ہو رہا۔'' وہ اس کے قریب آ کر پوچھنے لگی۔

''نہیں بس ہلکا ہلکا سا۔'' وہ مسکراتے ہوئے بولا تو ھدیل کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔

''اف لڑکی تم بھی ناں۔'' وہ تاسف سے اسے دیکھنے لگا، جو دوڑتی ہوئی باہر نکل گئی تھی، جبکہ بارق کے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں اترنے لگیں پہلے اس کا ایکسیڈنٹ شارق کا طرزِ عمل و حرا بیگم کا رویہ اور اب ھدیل کا انداز وہ الجھ کر رہ گیا۔

☆☆☆

بارق طور پانچ دنوں سے مکمل بیڈ ریسٹ پر تھا۔ اس کو اب کافی حد تک آرام آ گیا تھا اور بنا سہارے کے چلنے پھرنے لگا تھا ان پانچ دنوں میں وہ بالکل بدل کر رہ گیا تھا اور بدلنے کی وجہ سب کا رویہ تھا۔ وہ اب حرا بیگم اور شارق کے ساتھ بھی بات چیت کر لیتا تھا جو سب کے لیے خوشی کا مقام تھا۔

آج چاند رات تھی اور سب شاپنگ پر گئے تھے۔ مگر ھدیل بارق طور کے پاس ہی رک گئی تھی اصل میں لاشعوری طور پر اس کی منتظر تھی کہ وہ اسے شاپنگ کروائے مگر وہ تو یکسر لاتعلق سا بنا اپنے موبائل پر گم تھا۔

ھدیل جو ابھی اپنی دوست سے مہندی لگوا کر آئی تھی اس کی اگنورنس پر جل کر رہ گئی تھی۔

''شادی کے بعد میری پہلی عید ہے۔''

''ہاں تو پھر۔'' وہ اس کی طرف دیکھنے لگا جو اس کی بات پر گھورنے لگی۔

''ہر شوہر کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو شاپنگ کروائے۔''

''ہر بیوی بھی اپنے شوہر کو اس کے سارے حقوق دیتی ہے پھر ہی وہ اپنے فرائض پورے کرتا ہے۔''

''تو میں نے کون سا حق تمہیں نہیں دیا۔'' وہ بھڑک اٹھی۔

''اوہ...... رئیلی تو محترمہ کو یاد ہی نہیں کہ کس حق سے اس نے اپنے شوہر کو محروم رکھا ہے۔'' اس کی معنی خیز بات کا مطلب سمجھتے ہوئے وہ گڑبڑا کر رہ گئی۔ اپنے دوپٹے کا گولہ بنا کر اس پر پھینکا اور خود کمبل تان کر لیٹ گئی۔ جبکہ بارق نے مسکراہٹ روکی اس دن وہ اس کے لیے ہی شاپنگ کر رہا تھا جس دن اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔

''کل تو محترمہ کو سرپرائز ملے گا۔'' وہ سوچتا ہوا مسکرایا۔

☆☆☆

آج عید تھی اس لیے صبح صبح ہی سویوں کی خوشبو پورے گھر میں پھیلی ہوئی تھی۔ ھدیل نہا کر نکلی تو اس کی نظر بیڈ پر پڑے شاپنگ بیگز پر پڑی تجسس کے ہمراہ وہ ان کو کھول کر دیکھنے لگی۔ جس کے اندر ایک سرخ رنگ کا

خوبصورت سا فراک تھا، جس کے اوپر گولڈن کام ہوا تھا۔ ساتھ ایک جوتا اور کانچ کی چوڑیاں تھیں۔ وہ ہوئی ڈریس کو پکڑ کر واش روم میں گھس گئی۔ اس کا دل ان چیزوں کو دیکھ کر نہ صرف دھڑکنے لگا تھا بلکہ خوشگوار سی لہر پورے وجود میں اتر گئی تھی۔ وہ تیار ہو کر کمرے سے باہر نکلی تو اسے حرا بیگم ملیں۔

''عید مبارک، سدا سہاگن رہو۔'' وہ اسے گلے سے لگا کر پیار کرنے لگیں جس پر ہدیل کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''بہت پیاری لگ رہی ہو، میں نے شیر خورمہ اور سویاں بنالی ہیں۔ تمہارے انکل و شارق اور بارق نماز پڑھ کر آتے ہوں گے تم نوری سے کہو کہ برتن نکالے۔'' ان کی بات پر وہ سر ہلا کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔ جب وہ نوری سے کہہ کر کچن سے نکلی تھی حیدر طور، شارق اور بارق ہال میں داخل ہوتے نظر آئے۔

''عید مبارک۔'' حیدر طور نے حرا بیگم سے کہا۔ اس کے بعد شارق نے کہا اور ان کے گلے لگا آخر میں بارق نے بھی حرا بیگم سے کہا جس پر مسکراتے ہوئے انہوں نے اس کی پیشانی چوم کر اسے گلے لگایا تھا۔

''ایم سوری۔'' بارق طور کے منہ سے نکلتے الفاظ سب کو مسکرانے پر مجبور کر گئے۔

''ایک صورت پر، ماما کہو۔'' حرا بیگم کی بات پر وہ مسکرایا۔

''ایم سوری ماما!'' وہ ان کے گلے سے لگا تھا اور حیدر طور نے آسودگی سے یہ منظر دیکھ کر رب کا شکر ادا کیا تھا۔ شارق نے بھی مسکراتے ہوئے خود کو ریلیکس کیا تھا۔

''عید مبارک انکل! عید مبارک شارق۔'' ہدیل پہلے حیدر طور سے بولی جنہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔ پھر شارق سے کہا جس نے ہولے سے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے عید مبارک کہا تھا۔ اب وہ بارق کی طرف پلٹی جو مسکراتی آنکھوں سے اسے اپنے من پسند سوٹ میں دیکھ کر خوش ہوا تھا۔

''عید مبارک۔'' اس نے ہولے سے کہا جس پر بارق نے بھی عید مبارک کہا۔ حیدر طور، حرا بیگم اور شارق کچن کی طرف چلے گئے تو ہدیل بھی ان کے پیچھے قدم بڑھانے لگی کہ بارق طور نے اس کی کلائی پکڑ کر نہ صرف روکا تھا بلکہ اسے ساتھ لیے اپنے کمرے میں آیا تھا۔ ان کو دیکھتا شارق طور شکر کا سانس بھر کر رہ گیا اور دونوں کو ہمیشہ خوش ہونے اور ساتھ رہنے کی دعا کی۔

''اب کہو عید مبارک۔'' اس کی کلائی چھوڑ کر اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بارق نے کہا جس پر وہ ہلکا سا مسکراتی ہوئی عید مبارک کہہ گئی۔

''خیر مبارک اور میری طرف سے بھی عید مبارک۔'' بارق نے اسے اپنے بازوؤں میں بھرتے ہوئے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ ہدیل کا دل اس کے کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔

''تم نے اتنی میٹھی عید، اتنے سوکھے طریقے سے وش کی، مجھ سے تو یہ ہضم نہیں ہوا۔''

''ویسے شکریہ میرے اس تحفے کو قبول کرنے کا۔ اپنے تن پر سجا کر تم نے نہ صرف اس کی قیمت بڑھادی بلکہ میرے دل کو بھی اپنا غلام بنالیا۔ مجھے ڈر تھا شاید تم اسے شرف قبولیت نہ بخشو۔''

''کیوں۔ تمہیں ایسا کیوں لگا۔'' سر اٹھا کر ہدیل نے اس کی طرف دیکھا تو وہ گہرا سانس بھر کر اس سے الگ ہوا جو ہدیل کو اچھا نہیں لگا تھا۔

''میں نے جو کیا، کتنا تمہیں ٹارچر کیا اور میرا رویہ تمہارے ساتھ، کچھ بھی تو معاف کرنے کے قابل نہ تھا۔

میری ضد اور انا نے تم سے اور شارق سے اس کی محبت چھین لی اور اس کے بعد بھی میں تم دونوں کو تنگ کرنے کا اذیت دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا اس کے باوجود بھی تم نے مجھے معاف کر دیا، کیوں؟'' وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا جو اس کی بات پر مسکرا دی۔

''جب تم نے شارق اور پھوپھو کو معاف کر دیا۔ انکل کو معاف کیا جنہوں نے پندرہ سال تک تمہیں اذیت میں مبتلا کیے رکھا۔ تم نے اپنی ماما کی موت، اپنا ادھورا بچپن اور اکیلا پن سب کو معاف کر دیا تو میں نے تم سے پوچھا کہ کیوں۔''

''صرف تم ہی ہو جو مجھ سے کوئی سوال جواب کر سکتی ہو اور میں اس کا جواب بھی دوں گا۔ اس دن ایکسیڈنٹ کے بعد مجھے اپنا آپ غلط لگا تھا۔ پہلی دفعہ جو آگ میرے وجود میں پندرہ سالوں سے لگی ہوئی تھی اس کو بھڑکانے کا قصوروار مجھے اپنا آپ لگا تھا، جب سب کچھ آنکھوں کے سامنے لا کر غلط اور صحیح کا فیصلہ کیا تو مجھے اپنی ذات غلط لگی۔ کیونکہ جو ہوا شاید قسمت میں ہی ایسے لکھا تھا، جیسے میں نے بھی تو کسی کی محبت چھین کر اپنی جھولی میں ڈال کر بھی تو گناہ کیا ہے ناں اور اس کا مداوا بھی شاید میں تمام عمر نہ کر سکوں، مجھے شارق سے تم سے بہت شرمندگی ہوتی ہے پر اب میں کیا کر سکتا ہوں۔'' وہ تاسف سے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کے اندر پھیلے اس اضطراب کو صرف ھدیل کی ذات ہی پرسکون کر سکتی تھی اس کے اقرار کی پھوار ہی اس کا تن من بھگو سکتی تھی۔

''تم اب بھی بہت کچھ کر سکتے ہو۔ اس چیز کا مداواہ ہے اگر تم کرنا چاہو تو۔'' ھدیل کی بات اسے ساکت کر گئی وہ اپنا دل رکتا ہوا محسوس کرنے لگا کہ کہیں وہ اس سے جدائی تو نہیں مانگنے والی جو اس کے لیے اب موت تھی۔

''کیا؟'' اسے اپنی آواز کہیں دور کھائی سے آتی محسوس ہوئی ھدیل اس کی کیفیت کو بھانپ کر مسکراہٹ روکتی اس کے قریب آئی اور اپنا ہاتھ اس کے آگے بڑھایا۔

''وعدہ کرو کہ ساری زندگی مجھے چاہو گے اور تمہاری زندگی میں میرے علاوہ اور کوئی عورت نہیں آئے گی۔'' ھدیل کی بات پر وہ نہ صرف حیران ہوا تھا بلکہ ایک سکون سا اس کے پورے وجود میں اتر گیا تھا، ھدیل کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

''اس طرح کے ہزار وعدے کرنے کو تیار ہوں۔ بارق طور کی زندگی میں صرف ھدیل بارق ہی اس کی اولین چاہت اور زندگی ہے اس کے علاوہ کسی اور کو سوچوں بھی تو کافر کہنا۔'' ھدیل کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا لیا، ھدیل نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

''حد سے بڑھنے کو کس نے کہا تھا۔''

''تم نے ابھی حد دیکھی کہاں ہے۔'' بارق نے کہتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی طرف کھینچا تھا، ھدیل اس کے سینے سے آ ٹکرائی تھی۔ بارق نے اس کے گرد اپنی گرفت مضبوط کی تھی ھدیل تو دم سادھے کھڑی تھی جیسے ابھی دل سینہ توڑ کر باہر آ نکلے گا۔

''مجھے نہیں پتہ تھا یہ لڑکی اس طرح میری ہو جائے گی۔'' بارق نے اس کا سندر چہرہ ہاتھوں میں لے کر اس کی پیشانی پر عقیدت مندانہ لمس چھوڑا تھا۔ جو ھدیل کے پورے وجود میں ٹھنڈک کی ایک لہر دوڑا گیا تھا۔

''اور مجھے بھی نہیں پتہ تھا آپ اس قدر رومانٹک نکلیں گے۔'' وہ اس کے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی جو اس کے آپ کہنے پر مسکرایا تھا۔

''اور مجھے بھی نہیں پتہ تھا کہ تم محبت کے ساتھ مجھے عزت بھی بخشو گی۔'' اس کا اشارہ اس کے آپ کہ
طرف تھا۔

''تو کیا میں پہلے آپ کی عزت نہیں کرتی تھی۔''

''بالکل بھی نہیں۔'' بارق نے فوراً سر نفی میں ہلایا تھا۔

''بارق! آپ بھی ناں۔'' وہ اس کی شوخی سے گھبرائی۔

''کیا۔''

''کچھ نہیں، چلیں سب انتظار کر رہے ہوں گے۔'' وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے پیچھے کرنے لگ

''اور جو میں پچھلے دو ماہ سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں وہ۔'' اس کے معنی خیز اشارے پر وہ بلش کر گئی۔

''چلیں ناں پلیز۔'' وہ ان سنی کر گئی۔

''پہلے وعدہ کرو کہ آج رات یہ سب ماموں کی طرف جا رہے ہیں دعوت پر، تم نہیں جاؤ گی۔'' بارق نے ا
کے سامنے ہاتھ پھیلایا، ھدیل کے چہرے پر سرخی بڑھنے لگی تھی، جسے بڑی دلچسپی سے بارق نے دیکھا تھا وہ
اس کے اس شرمیلے روپ کا دیوانہ ہی ہو گیا تھا۔

''وہ سب کیا سوچیں گے وہاں سب آئیں گے جانا تو پڑے گا۔''

''کل ہماری طرف بھی تو سب اکٹھے ہو رہے ہیں ناں اور پرسوں تمہارے ماما پاپا کے گھر تو تم نے مجھے ذرا
بھی لفٹ نہیں کروائی۔ ہماری پہلی عید ہے ہمیں ایک ساتھ گزارنی چاہیے۔ میں تو کہتا ہوں یہ تین دن ہم
''ذویا ولا'' میں شفٹ ہو جاتے ہیں۔''

''بالکل بھی نہیں، سب کیا سوچیں گے۔'' وہ بدک کر دور ہٹی جیسے وہ ابھی لے کے جانے والا تھا۔

''ان سب کی فکر ہے اور میری نہیں، اپنے شوہر کی نہیں جو دو ماہ سے تڑپ رہا ہے۔''

''او کے میں آج ماموں لوگوں کی طرف نہیں جاؤں گی، خوش۔'' ھدیل کے کہنے پر وہ خوش ہوا۔

''اب چلیں نیچے۔'' ھدیل دروازے کی طرف پلٹی۔

''ھدیل۔'' بارق نے پکارا۔

''جی۔''

''عیدی نہیں دو گی مجھے۔'' بارق اس کے قریب آیا۔

''میں نے آپ سے مانگی۔''

''میں تو رات کو بنا مانگے تمہیں دوں گا عیدی، مگر تم مجھے اب دو گی۔''

''اب کیا دوں میں۔'' وہ اس کی طرف دیکھنے لگی۔ جس نے انگوٹھے سے اس کے نرم گلابی ہونٹوں کو سہلایا
تھا۔ ھدیل اس کی آنکھوں کے رنگ اور اشارے دیکھ کر سر نفی میں ہلاتی پیچھے ہٹی کہ بارق اس کی کمر میں ہاتھ
ڈال کر اس کو اپنے قریب کرتا اس کے چہرے پر جھک گیا تھا۔

جب وہ دونوں پانچ منٹ بعد ایک دوسرے کا ہاتھ ہاتھوں میں لیے سیڑھیاں اترتے نیچے آئے تو حرا بیگم
نے تشکر کا سانس خارج کیا اور رب کا شکر ادا کیا کہ یہ عید واقعی ان کے گھر ڈھیر ساری خوشیاں لے کر آئی تھی۔

☆☆☆